نور کے جملے، عورتوں کو زیارتِ قبور سے روکنے کے بارے میں

جُمَلُ النّور فی نهی النساء عن زیارة القبور

۱۳۳۹ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

جُمَلُ النّور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور ۱۳۳۹ھ

(نُور کے جُملے، عورتوں کو زیارتِ قُبور سے روکنے کے بارے میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۸۱: مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرس اوّل مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات محلہ جمال پور ۲۰ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحرالرائق و تصحیح المسائل مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لیے زیارتِ قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا، ان کو یہ جواب بھیجا گیا۔

الجواب

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زیدکرمہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی دو رجسٹریاں آئیں، تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں تھی، میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتوٰی تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا، میں اُس رخصت کو جو بحرالرائق میں لکھی ہے مان کر نظر بحالات فساد سوائے حاضریِ روضۂ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے، مزاراتِ اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا، خصوصًا اس طوفانِ بے تمیزی رقص ومزامیر وسرود

میں جو آج کل جہّال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حُدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرماکر انھیں نازک شیشیاں فرمایا۔ والسلام

مولوی صاحب نے دوبارہ رجسٹری بھیجی، جس پر جواب ارسال ہُوا۔

مسئلہ از احمد آباد گجرات محلہ جمال پور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

مخدومی مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم، بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہو۔ فتوٰی کو آپ کے دیکھا۔ حضرت مولانا! مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھایئے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو ستّر عورتیں تھیں، یہ منافقین آخری صف میں کھڑے ہُوئے تھے اور عورتوں کو جھانکتے تھے، نمازِ فجر و عشاء میں عورتیں توجہ انوارِ حقیقتِ محمدی وحقیقتِ قرآن کے لیے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالٰی اور قرآنِ عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں، اور فیض رسانی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہُوئی بلکہ انتظام فیض رسانی یہ ہُوا کہ

لقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین ۝[1] وان ربک ھو یحشرھم انہ حکیم علیم ۝[2]

بیشک ہمیں معلوم ہیں تم میں کے آگے والے اور پیچھے والے اور بیشک تمہارا رب ان کو جمع کرے گا، بلاشبہہ وہ حکمت والا علم والا ہے۔ (ت)

اور انتظام حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا:

خیر صفوف الرجال اولھا وشرھا اٰخرھا و خیر صفوف النساء اٰخرھا وشرھا اولھا[3]

مردوں کی صفوں میں سب سے بڑھ کر اگلی ہے اور سب سے کم تر پچھلی، اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر پچھلی ہے اور سب سے کم تر اگلی ہے۔ (ت)

مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہُوئی اس کو بندہ مانتا ہے، فیض حقیقتِ محمدی وحقیقتِ قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں محلہ کی مل کر مرشد کے مکان پر جائیں اور مرشد طریقت مرتعش اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر ان کو توجہ حقیقتِ محمدی اور قرآن کی دے اُس پر حکم حرمت لگانا غلط اور فیض محمدی کا مقابلہ اور مورد یونیدون ان

۱؎ القرآن ۱۵/ ۲۴

۲؎ القرآن ۱۵/ ۲۵

۳؎ صحیح مسلم باب تسویۃ الصفوف الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۱۸۲

یطفئوا نوراللہ بافواھھم[1] (اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں۔ت) بننا ہے۔ شیخ طریقت تو انا عرضنا الامانۃ[2] الاٰیۃ (بیشک ہم نے امانت پیش کی الاٰیۃ۔ت) میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینہ میں باپردہ بٹھاکر توجہ دے کر جاتا ہے، اور یہ اس امانت کی جڑ اُکھاڑتا ہے، یہ فیض بیڑا اُکھاڑنے والے کو بے وقار کرکے اُکھاڑ دے گا۔ محمدی المشرب سنّتِ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو توجہ دی، اول مرید کرکے، یہ بھی عورتوں کو مرید کرکے توجہ دیتا ہے، طریقہ عالیہ قادریہ کی توجہ کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہوگی، اب عورتوں کو پردہ میں بٹھاکر ذکر کلمہ طیبہ کا بتایا جائے گا ضربِ الا اللہ قلب پر مارنا سکھایا جائے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ مرشدِ طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیبہ کا سکھاتی ہے اور مرشدِ طریقت اونچ نیچ سمجھاتے ہیں۔ پردہ میں ایک عورت نہیں محلہ کی دس پندرہ عورتیں بیٹھی ہیں، یہاں خلوتِ اجنبیہ کا حکم نہیں لگتا۔ یہ جلوت ہے، جلوت میں فیض رسانی طریقہ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح اس مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دی جاتی ہے۔ بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے، وہاں یہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا، نہ وہاں سُنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈولی میانہ مشکل سے ملتا ہے، غرباء و مساکین میں قدرت ان سواریوں میں بیٹھنے کی نہیں، اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی و میانہ کا حکم دیا ہے ۔۔۔ یدنین علیھن من جلابیبھن[3] (ان پر اپنی چادریں ڈال دیں۔ت) اور قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم[4] وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن[5] (ایمان والے مردوں سے فرماؤ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور ایمان والی عورتوں سے فرماؤ اپنی نظریں پست رکھیں۔ت) اور ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن[6] (اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ت) اس پردہ پر احمد آباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۴ ص ۸۷:

حاصل الکلام من ھذا کلہ ان زیارۃ القبور مکروھۃ للنساء بل حرام فی ھذا الزمان لاسیما نساء مصرلان خروجھن علٰی وجہ الفساد والفتنۃ وانما رخصت الزیارۃ لتذکر امرالاٰخرۃ

حاصل یہ کہ عورتوں کے لیے زیارتِ قبور مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں حرام ہے خصوصاً مصر کی عورتوں کے لیے، اس لیے کہ ان کا جانا فتنہ اور خرابی کے طور پر ہوتا ہے، زیارت کی رخصت تو صرف اس لیے ہوئی تھی کہ امر آخرت کو

---

[1] القرآن ۹/۳۲
[2] القرآن ۳۳/۷۲
[3] القرآن ۳۳/۵۹
[4] القرآن ۲۴/۳۰
[5] القرآن ۲۴/۳۱
[6] القرآن ۲۴/۳۱

وللاعتبار بمن مضی وللتزھد فی الدنیا[1]۔ یاد کریں، وفات پانے والوں سے عبرت لیں اور دنیا سے بے رغبت ہوں۔ (ت)

یہ حکم مصر کی بغایہ مغنیہ دلالہ کا ہے اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے۔ لوادرك رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مااحدثت النساء (اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ دیکھتے جو عورتوں نے اب پیدا کیا۔ ت) کی شرح عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۰ میں ہے:

بعضھن یغنین باصوات عالیۃ مطربۃ و منھن صنف بغایا[2]۔ ان میں کچھ ایسی ہوتی ہیں جو طرب انگیز بلند آوازوں سے گاتی ہیں اور کچھ بدکار قسم کی ہیں۔ (ت)

احمد آباد میں تین کوس درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ہے، مکان بہت پُر فضا ہے اور تالاب سنگین ہے، وہاں دھنے کی قوم کی اور لکڑ بیچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا ساڑھی پہن کر جاتی ہیں اور گربے گاتی ہیں اور ان کی قوم کی ضیافتیں ہوتی ہیں اس میں وہ عورتیں گربے گاتی ہیں، حلقہ عورتوں کا بن جاتا ہے اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی ہیں رنڈیوں کی طرح گیت گاتی جاتی ہیں اُن پر بل حرام فی ھذا الزمان لاسیما نساء مصر (بلکہ اس زمانے میں خصوصاً زنانِ مصر کے لیے حرام ہے۔ ت) کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے۔ اور غنیۃ المستملی کے صفحہ ۵۹۵ میں وان یکون فی زماننا التحریم لما فی خروجھن من الفساد[3] اھ (ہمارے زمانے میں تحریم کے لیے ہو گا کیونکہ ان کے جانے میں خرابیاں ہیں اھ۔ ت) اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے جاتی ہیں اُن کو زیارت القبور کو جانا حرام ہے، ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے جانے والی عورتوں کو کیا نقصان، اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ دس ہزار آدمیوں نے کُتّے اور خنزیر کے گوشت کی بریانی پکائی ہے اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریانی پکائی، دونوں بریانیوں پر حکم حرمت اور حکم حلت غلط اور کُتّے کی بریانی پر حکم حرمت اور بکری کی بریانی پر حکم حلت صحیح، دونوں کا حکم جُدا مفصل کو بیان کرنا پڑے گا۔

افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لایستون[4]۔ تو کیا جو مومن ہے فاسق کی طرح ہو گا؟ دونوں برابر نہیں۔
ام نجعل المتقین کالفجار[5]۔ یا پرہیزگاروں کو ہم بدکاروں کی طرح کر دیں؟ (ت)

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارت القبور حدیث ۴۲ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۸/۷۰
[2] ″ ″ ″ باب خروج النساء الی المساجد حدیث ۲۵۰ ″ ″ ″ ۶/۱۵۸
[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز البحث الخامس سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۹۴
[4] القرآن ۳۲/۱۸
[5] القرآن ۳۸/۲۸

35

اساف اور نائلہ نے جاہلیت میں (خانہ کعبہ کے اندر) زنا کیا اور قدرتِ الٰہیہ نے دونوں کو مسخ کردیا ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی، یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل سے پیش آئے تو کیا اُس خبیث کی خباثت کو دیکھ کر اور اسی سے استناد کر کے عورتوں کے حج و زیارت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدمِ جواز کا فتویٰ جاری کردیا جائے گا، ہرگز نہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس میں غربی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے، اُس دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں، ذکر فکر مراقبہ کرتی ہیں، بُرقع اوڑھ کر آتی ہیں، اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں۔ اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے کے لیے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسانی حقیقتِ محمدی کی عورتوں کو خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کرتے ہیں، اور اس فیض میں وُہ قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بُلالیتے ہیں۔ یہ جگہ مقامِ قوالی سے دُور ہے اور نمازِ فجر سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہوکر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں، اور یہ عورتیں نیکبخت پردہ نشین بُرقع اوڑھ کر آنے والی ہیں، آپ نے اس کو آنکھوں سے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کرسکتا ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کرسکتا ہے اب ان عورتوں پر حکمِ حُرمت لگانا غلط ہے۔ سرخیز قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گربے گانے والیاں فاحشات مغنیات اور رنڈئیں اور باپردہ سوالاکھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی ذکر خفی، مراقبہ، فیضِ حقیقتِ محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے۔ حقوقِ اولیاء و خیر خواہیِ اولیاء و خیر خواہیِ سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہیں الدین النصیحۃ للّٰہ ولرسولہ وللمؤمنین[1] (دین خیر خواہی ہے اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے۔ ت) یہ کہاں ہُوئی، اولیاء فیض حقیقتِ محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں، وُہ باپردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی اُن پر حکم عدم جواز لگائیں۔ اس صورت میں فیضِ حقیقتِ محمدی کو روکنا ہے۔ اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں مگر آپ کا قدم صراطِ مستقیم سے پھسل گیا تو عرض کرنا چاہئے ہُدہُد دو پیسے کی چڑیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے:

احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین[2] — میں نے وہ دیکھا جو آپ نے نہ دیکھا اور میں آپ کے شہر سبا سے یقینی خبر لایا ہوں۔ (ت)

۱؎ السنن للنسائی کتاب البیعۃ النصیحۃ للامام نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۱۸۵
۲؎ القرآن ۲۷/ ۲۲

35
35

اوّل تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رمد میں مبتلا ہیں اور باتھ بڑوں بڑوں سے ملایا ہے، طبیعت پریشان ہے، یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھئے، آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ عرض کرتے ہیں، اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو زیارتِ قبور کے وقت سلام کرنا حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف، نسائی جز ۱ صفحہ ۲۳۵ میں ہے:

این دلالت دارد بر جواز مر نساء را۔[1] — اس میں عورتوں کے لیے جوازِ زیارت کی دلیل ہے۔ (ت)

امام نووی شرح مسلم کی جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ میں فرماتے ہیں:

فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارۃ القبور[2] الخ — اس میں عورتوں کے لیے زیارتِ قبور جائز ماننے والوں کے لیے دلیل ہے (ت)

فتح الباری پارہ ۵ مطبع انصاری دہلی ص ۶۶۲ میں ہے:

اختلف فی النساء فقیل دخلن فی عموم الاذن وھو قول الاکثر ومحلہ اذا امنت الفتنۃ[3] — عورتوں کے بارے میں اختلاف ہُوا، کہا گیا کہ اجازت کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں، اور یہی اکثر کا قول ہے، اور اس حکم کا موقع فتنہ سے امن کی حالت میں ہے (ت)

اب تطبیق سمجھ لیجئے کہ گربے گانے والی، قوالی سُننے والی عورتوں کے لیے زیارتِ قبور اولیاء کو جانا حرام اور فیضِ الٰہی لینے والی عورتوں کو با پردہ شریعت کے احکام کو بجا لا کر جانا کہ میں نے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے، اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیے، آپ میرے مربّی اور قبلہ وکعبہ حاجات ہیں۔ خدا تعالٰی آپ کو صحتِ کُلیہ عاجلہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

رقیمہ حکیم عبدالرحیم عفی عنہ مدرس اوّل مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات دکن جمالپور مسجد کانچ ۱۵ ربیع الاول شریف اور مصطفٰی میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب اُن سے لکھوا کر میری تسلی کر دیجئے، میں غلط سمجھا ہُوں تو صحیح سمجھائیے، اور وُہ فتوٰی جو تحفہ حنفیہ میں عدم جوازِ زیارتِ قبورِ نساء کے بارے میں ہے اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرمائیے، اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور فصل ثالث نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۱۹
[2] شرح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذھاب الی زیارۃ القبور نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۳۱۴
[3] فتح الباری شرح البخاری باب زیارۃ القبور مصطفٰی البابی مصر ۳/ ۳۹

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مولانا المکرم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الاول شریف کو آئی، میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہُوا کہ کبھی نہ ہُوا تھا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا، آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے چار آدمی کُرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے ہیں۔ میرے نزدیک وہی دُو حرف کہ اول گزارش ہوئے کافی تھے اب قدرے تفصیل کروں۔

(۱) پہلے گزارش کرچکا کہ عبارات رخصت میری نظر میں ہیں۔ مگر نظر بحال زمانہ میرے نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین کے نزدیک سبیل ممانعت ہی ہے اور اسی کو اہلِ احتیاط نے اختیار فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ جل وعلا ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ منافقوں کو تہدید وترہیب اور مردوں کو تقدم عورتوں کو تاخر کی ترغیب فرمائی اور میں اتنا اور زائد کرتا ہُوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور نے عیدین کی سخت تاکید فرمائی، یہاں تک حکم فرمایا کہ برکتِ جماعت ودُعاءِ مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں، مصلّے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کنواریاں بھی جائیں، جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اُسے اپنی چادر میں لے لے۔ صحیحین میں اُم عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم وتعتزل الحیض عن مصلاھن قالت امرأۃ یارسول اللہ احدنا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا۔[1]

ہمیں حکم دیا گیا کہ عیدین کے دن حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو بھی ساتھ لے جائیں تاکہ یہ بھی مسلمانوں کی جماعت اور دُعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں کوئی عورت ایسی بھی ہوتی ہے جس کے پاس چادر نہیں، فرمایا: اس کے ساتھ والی اسے اپنی چادر کا حصّہ اُڑھا دے۔ (ت)

اور یہ صرف عیدین میں ہی امر نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی بھی ارشاد ہُوئی کہ اللہ کی

---

[1] صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ العیدین نور محمد اصح المطابع کراچی ۲۹۱/۱
صحیح البخاری 〃 〃 〃 قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۴/۱

باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ مسندِ احمد و صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :

لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ[1] اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (ت)

یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امر وجوب کے لیے ہے اور نہی تحریم کے لیے۔ اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ بایں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔ دُرمختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ :

یکرہ حضورھن الجماعۃ والجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولوعجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان[2]

جماعت میں عورتوں کی حاضری ۔۔ اگرچہ جمعہ، عید اور وعظ کے لیے ہو ۔۔ مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ بوڑھی عورت رات کو جائے۔ یہی وُہ مذہب ہے جس پر فسادِ زمانہ کے باعث فتوٰی ہے۔ (ت)

اسی طرح اور کتبِ معتمدہ میں ہے۔ ائمہ دین نے جماعت و جمعہ و عیدین درکنار وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرمادیا اگرچہ بڑھیا ہو، اگرچہ رات ہو۔ وعظ سے مقصود تو صرف اخذِ فیض و سماعِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور اس کی اصل مقدم ہے، اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضرر شدید ہے۔ اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں بلکہ ضرر سے قریب نفع سے بعید ہے[ع]

ع غیر انہ لم یصرح فیہ باسم الصحابی فقیل عن عمر کما عند عبدالرزاق واحمد وقیل عن ابن عمر کما عند مسلم واحمد واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

مگر اس میں صحابی کے نام کی صراحت نہیں۔ کہا گیا کہ یہ روایت حضرت عمر سے ہے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق اور مسند امام احمد میں ہے، اور کہا گیا کہ حضرت ابن عمر سے ہے رضی اللہ تعالٰی عنہما، جیسا کہ صحیح مسلم اور مسند امام احمد میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] صحیح مسلم شریف | باب خروج النساء الی المساجد | نور محمد اصح المطابع کراچی | ۱/۱۸۳
صحیح البخاری | کتاب الجمعہ | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۱/۱۲۳

[2] درمختار | باب الامامۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۸۳

کیا امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد و سائر ائمہ مابعد رضی اللہ تعالٰی عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم[1] (خدا کا نور اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں۔ت) میں داخل مانا جائے گا، حاشا یہ اطبائے قلوب ہیں، مصالح شرع جانتے ہیں۔

(۲) صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا:

لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل[2]

اگر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔

پھر تابعین ہی کے زمانہ سے ائمہ نے ممانعت شروع فرما دی، پہلے جوان عورتوں کو پھر بڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں یا جب فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں یا جب فیوض و برکات نہ تھے اب ہیں یا جب کم تھے اب زائد ہیں۔ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں، جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں۔ اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یأتی عام الا والذی بعدہ شر منہ[3]

جو سال بھی آئے اس کے بعد والا اس سے برا ہی ہوگا۔(ت)

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا، وہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس شکایت لے گئیں، فرمایا: اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

حیث قال ولقد نھی عمر رضی اللہ تعالٰی

وہ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عورتوں کو

---

[1] القرآن ۹/۳۲

[2] صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۱۸۳

[3] صحیح البخاری باب لا یأتی الزمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۴۷

فتح الباری شرح البخاری " " " دار المعرفۃ بیروت ۱۳/۱۷

عنه النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشة رضی اللہ تعالٰی عنہا فقالت لو علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما علم عمر ما اذن لکن فی الخروج[1]

مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس شکایت لے کرگئیں، انھوں نے فرمایا: اگرنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی تمھیں مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔ (ت)

پھر فرمایا:

فاحتج بہ علماؤنا ومنعوا الشواب عن الخروج مطلقا اما العجائز فمنعھن ابوحنیفة رضی اللہ تعالٰی عنہ عن الخروج فی الظھر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علٰی کراھة حضورھن فی الصلوات کلھا لظھور الفساد[2]

اسی سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جوان عورتوں کو جانے سے مطلقاً منع فرمادیا۔ رہ گئیں بوڑھی عورتیں، ان کے لیے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ظہر وعصر میں جانے سے ممانعت اور فجر، مغرب اور عشاء میں اجازت رکھی، اور آج فتوٰی اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں ان کی بھی حاضری منع ہے اس لیے کہ خرابیاں پیدا ہوچکی ہیں۔ (ت)

اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے:

وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ المرأة عورة واقرب ما تکون الی اللہ فی قعر بیتھا فاذا خرجت استشرفھا الشیطان وکان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما یقوم یحصب النساء یوم الجمعة یخرجھن من المسجد وکان ابراھیم یمنع نساءہ الجمعة والجماعة[3]

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے عورت سراپا شرم کی چیز ہے، سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہوکر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔ اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی مستورات کو جمعہ وجماعت میں نہ جانے دیتے۔

---

[1] و [2] العنایة علی هامش فتح القدیر باب الامامة نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۱۷

[3] عمدة القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد ادارة الطباعة المنیریہ بیروت ۶/۱۵۷

جب اُن خیر کے زمانوں اُن عظیم فیوض وبرکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں، اور کاہے سے، حضورِ مساجد وشرکتِ جماعات سے۔ حالانکہ دینِ متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ توکیا ان ازمنۂ شرور میں ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی، وُہ بھی کاہے کی، زیارتِ قبور کو جانے کی، جو شرعاً مؤکد نہیں۔ اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا ناترسوں نے مزاراتِ کرام پر نکال رکھے ہیں یہ کس قدر شریعتِ مطہرہ سے منافقت ہے۔ شرع مطہر کا قاعدہ ہے کہ جب مصلحت پر سلب مفسدہ کو مقدم رکھتی ہے درء المفاسد اھم من جلب المصالح (خرابیوں کے اسباب دُور کرنا خوبیوں کے اسباب حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ ت) جبکہ مفسدہ اس سے بہت کم تھا۔ اُس مصلحتِ عظیمہ سے ائمۂ دین امام اعظم وصاحبین ومن بعدہم نے روک دیا، اور عورتوں کی مسلیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں، فاسقات نہ آئیں، بلکہ ایک حکمِ عام دیا جسے آپ ایک پھانسی میں لٹکانا فرما رہے ہیں۔ کیا اُنھوں نے یہ آیتیں نہ سُنی تھیں:

افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا[1]۔ ام نجعل المتقین کالفجار[2]۔

کیا جو ایمان والا ہے وُہ اس کی طرح ہوگا جو نافرمان ہے؟ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں؟ (ت)

تو اب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد ہے، اس مصلحتِ قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا، اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانٹی جائیں گی!

(۳) صلاح وفساد قلب امر مضمر ہے اور دعوے کے لیے سب کی زبان کشادہ اور محقق ومبطل نامعلوم معہذا اصلاح سے فساد کی طرف انقلاب کچھ دشوار نہیں، خصوصاً ہوا لگ کر خصوصاً عورتوں کے دل کہ تقلب کیلئے بہت آمادہ، ولہذا رویدك انجشة رفقا بالقواریر (انجشہ! آبگینوں کے ساتھ نرمی کی خاطر سواریاں آہستہ چلاؤ۔ ت) ارشاد ہوا مرد کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت۔ نفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے، جب قسم کھائے، حلف اٹھائے، نہ کہ جب خالی وعدوں پر اُمید دلائے ومایعدھم الشیطٰن الا غرورا[3] (اور شیطان انھیں فریب ہی کے وعدے دیتا ہے۔ ت) بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے۔ اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکر جائز، یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسّی کی تطویل۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

الفائز بھذا مع السلامة اقل قلیل

حرم پاک میں سکونت کر کے گناہ سے سلامت رہ جانیوالے

---

[1] القرآن ۳۲/۱۸
[2] القرآن ۳۸/۲۸
[3] القرآن ۴/۱۲۰

فلاینبغی الفقہ باعتبارھم ولاینکرحالھم قیدافی الجواز لان شان النفوس الدعوی الکاذبۃ وانھا اکذب مایکون اذا حلفت فکیف اذا ادعت[1] (ملخصاً)

حضرات کم سے کم تر ہیں تو حکمِ فقہی کی بنیاد ان کے اعتبار سے نہ ہوگی، نہ ہی ان کا حال حکمِ جواز کی قید بنا کر مذکور ہوگا (بلکہ اکثر کا اعتبار کرکے مطلقاً عدمِ جواز کا حکم دیا جائے گا) اس لیے کہ نفس کا حال یہ ہے کہ وُہ جھُوٹے دعوے کرتا ہے اور وُہ جب قسم کھائے اُس وقت بھی سب سے زیادہ جھُوٹا ہوتا ہے پھر جب صرف دعوٰی کرے اُس وقت کیسا ہوگا!

ساداتِ ثلاثہ علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی فرماتے ہیں:

وھو وجیہ فینص علی الکراھۃ و یترک التقیید بالوثوق[2]

یہ کلام عمدہ ہے تو سکونتِ حرم کو صراحۃً مکروہ بتایا جائیگا اور یہ نہ کہا جائے گا کہ اگر اپنے نفس پر گناہ سے سلامتی کا بھروسہ رکھتا ہو تو مکروہ نہیں۔ (ت)

منتقی شرح ملتقی میں ہے:

اما من کان بخلافھم فنادر فی ھذا الزمان فلایفرد بحکم دفعا للحرج التمییز بین المصلح والمفسد[3]

اس زمانے میں ایسے طالبِ علم کا وجود نادر ہے جو ان بگڑے ہُوئے عام طلبہ کے برخلاف ہو تو اس کے لیے کوئی الگ حکم نہ ہوگا کیونکہ یہ امتیاز کرنا دشوار ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے! (ت)

شرح لباب میں ہے:

لوکانت الائمۃ فی زماننا وتحقق لھم شأننا لصرحوا بالحرمۃ[4]۔

اگر ائمہ ہمارے زمانے میں ہوتے اور ہماری حقیقتِ حال ان کے سامنے آتی تو وُہ بھی سکونتِ حرم کو صاف صاف ناجائز ہی بتاتے (ت)۔ (ان عبارتوں سے استنادیہ ہے کہ فقہی احکام اکثر کے لحاظ سے ہوتے ہیں ۱۲ مترجم)

(۴) زیارتِ قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی پھر اجازت فرمائی۔ علماء کو اختلاف ہُوا کہ عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہُوئیں یا نہیں، عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث لعن اللہ زوارات القبور[5] (خدا کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ ت) سے قطع نظر کرکے تسلیم کیجئے کہ ہاں عورتوں کو بھی

---

[1] فتح القدیر کتاب الحج مسائل منثورہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۹۴
[2] ردالمحتار کتاب الحج مطلب فی المجاورۃ بالمدینۃ الخ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۲/ ۲۵۸
[3] منتقی شرح الملتقی علی ہامش مجمع الانہر کتاب النکاح فصل نفقۃ الطفل الفقیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۰۰
[4] شرح لباب مع ارشاد الساری فصل اجمعوا علی الخ دارالکتاب العربی بیروت ص ۳۵۲
[5] عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارۃ القبور ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۸/ ۶۹

شامل ہوئی، مگر جس قدرِ اوّل کی عورتوں کو جن میں حضورِ مساجد و جمعہ و عیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا، جب زمانۂ فساد آیا ان ضروری تاکیدی حاضریوں سے عورت کو ممانعت ہوگئی، تو اس سے یقیناً بدرجۂ اولیٰ اسی غنیہ کے اسی صفحہ ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے:

ینبغی ان یکون التنزیہ مختصا بزمنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث کان یباح لھن الخروج للمساجد والاعیاد وغیر ذلک وان یکون فی زماننا للتحریم[1] الخ

ممانعت کا تنزیہی ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عہد پاک سے خاص ہونا چاہئے جبکہ ان کے لیے مسجدوں اور عیدین وغیرہ کی حاضری جائز تھی ہمارے زمانے میں تو تحریمی ہونا ہی مناسب ہے الخ (ت)

اسی عینی جلد چہارم میں آپ کی عبارت منقولہ سے چند سطریں پہلے امام ابوعمر سے ہے:

ولقد کرہ اکثر العلماء خروجھن الی الصلوات فکیف الی المقابر وما اظن سقوط فرض الجمعۃ علیھن الا دلیلا علی امساکھن عن الخروج فیما عداھا[2]۔

اکثر علماء نے نمازوں کے لیے عورتوں کا جانا مکروہ رکھا ہے تو قبرستانوں میں جانے کا حکم کیا ہوگا؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ان سے فرضِ جمعہ ساقط ہوجانا اس بات کی دلیل ہے کہ انھیں اس کے ماسوا سے بھی روکا جائے گا۔ (ت)

(۵) حکم کتب میں توفیق بہت واضح ہے، جواز نفس مسئلہ کا فی ذاتہ حکم ہے اور ممانعت بوجہ عارض غالب تو فتوٰی نہ ہوگا مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکم جواز اور اس کی تصحیح تک کتب میں مصرح اور نظر بحال زمانہ حکم علماء منع مطلقاً جیسے جوارِ حرم و دخولِ زناں بحمام ونفقۂ طالب علم ولعب شطرنج وغیرہا۔ اوّل وسوم کی عبارات گزریں، درمختار میں دربارۂ دوم ہے، فی زماننا لاشک فی الکراھۃ[3] (شہر کے عام حمام میں عورتوں کا جانا ہمارے زمانے میں بلاشبہہ منع ہے۔ ت) کافی وجامع الرموز و ردالمحتار میں دربارۂ اخیر ہے:

ھو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام

ہمارے نزدیک شطرنج کھیلنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے اور اسے جائز ٹھہرانے میں اسلام اور مسلمانوں کے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۹۵
[2] عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارۃ القبور ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۸/ ۶۹
[3] درمختار باب الاجارۃ الفاسدۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۷۸

والمسلمین[1]
خلاف شیطان کو مدد دینا ہے۔ (ت)

(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہوگیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو، جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں، جب بھی معتبر نہیں کہ حکم فقہ باعتبار غالب کے ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک۔ یہیں سے بریانیوں کا حال کھل گیا، دس ہزار بریانیاں مردار مینڈھے دُنبے بکرے کی ہوں اور اُن میں دس ہزار ان مذبوح جانوروں کی مخلوط ہوں۔ بیس ہزار حرام ہیں یہاں تک کہ اُن میں تحرّی کرکے جس کی طرف حلّت کا خیال جمے، اُسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک۔ درمختار میں ہے،

تعتبر الغلبة فی اوان طاهرة و نجسة وذکیة و میتة فان الاغلب طاهر تحری و بالعکس والسواء لا[2]۔

پاک و ناپاک برتنوں اور مردار و مذبوح جانوروں میں کثرت کا اعتبار ہوگا اگر اکثر پاک ہیں تو تحری کرے اور جس کی پاکی پر دل جمے اسے استعمال کرے، اور اگر ناپاک زیادہ ہوں یا برابر ہوں تو تحری نہ کرے کہ اب کسی کا استعمال جائز نہیں۔ (ت)

ہاں ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرتِ حرام سے اُس پر کیا اثر۔ مگر یہاں سُن چکے کہ فساد و صلاح قلب مضمر، و تمیز متعذر، نا میسر۔ اور منتقی کی عبارت ابھی گزری پھر غلبۂ فساد متیقن، تو قطعاً مطلقاً حکم ممانعت متعین، جیسے وُہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام ہُوئیں حالانکہ اُن میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علمائے کرام چلے۔

(۷) عینی شرح بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی اس میں نہ زنانِ مصر سے حکم خاص ہے نہ مغنیہ و دلالہ کی تخصیص۔ اُس میں سولہ صنف فسادِ زناں تو بیان کیں جن میں دو یہ ہیں، اور فرمایا اور اس کے سوا اور بہت سے اصناف قواعدِ شریعت کے خلاف، اور بتایا کہ اُمّ المومنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو فرماتی ہیں کہ اُن میں بعض امور حادث ہُوئے، کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزارواں حصّہ نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھیے جہاں اُنھوں نے اپنے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنانِ فتنہ گر سے خاص، اور اس کی علّت خوف فتنہ بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع، یہی بعینہٖ نص ہدایہ ہے،

یکرہ لھن حضور الجماعات یعنی الشواب
جماعتوں میں عورتوں یعنی جوان عورتوں کی حاضری

---

[1] ردالمحتار کتاب الکراہیۃ فصل فی البیع ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۵/۲۵۳
[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۷

منھن لما فیہ من خوف الفتنۃ۔[1] مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے (ت)

ہاں جن سے وقوع ہو رہا ہے، جیسے زنانِ مصر، اُن کے لیے حرام بدرجۂ اولیٰ بتایا ہے کہ جب خوفِ فتنہ پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکمِ حرمت فرماچکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر۔ عبارتِ عینی یہ ہے:

قال صاحب الھدایۃ[عہ] یکرہ لھن حضور الجماعات وقالت الشراح یعنی الشواب منھن و قولہ الجماعات یتناول الجمع والاعیاد والکسوف والاستسقاء وعن الشافعی یباح لھن الخروج قال اصحابنا لان فی خروجھن خوف الفتنۃ وھو سبب للحرام وما یفضی الی الحرام فھو حرام فعلی ھذا قولھم یکرہ مرادھم یحرم لاسیما فی ھذا الزمان لشیوع الفساد فی اھلہ۔[2]

صاحبِ ہدایہ نے فرمایا، عورتوں کے لیے جماعتوں کی حاضری مکروہ ہے۔ بعض شارحین نے کہا یعنی جوان عورتوں کے لیے ــــ اور "جماعتوں" کا لفظ جمعہ، عیدین، کسوف، استسقاء سبھی کو شامل ہے، اور امام شافعی سے روایت ہے کہ ان کے لیے جانے کی اجازت ہے۔ ہمارے مشائخ نے ممانعت کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان کے نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہے، اور یہ حرام کا سبب ہے، اور جو حرام تک لے جانے والا ہو وہ حرام ہے ــــ اس کے پیشِ نظر لفظ "مکروہ" سے ان کی مراد "حرام" ہے، خصوصاً اس زمانے میں اس لیے کہ اب لوگوں میں خرابی اور بُرائی عام ہوگئی ہے۔ (ت)

پھر اسی صفحہ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا، کما تقدم (جیسا کہ پہلے گزرا۔ ت) عنایہ سے گزرا کہ امیر المومنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضورِ مسجد سے منع فرمایا۔ کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں۔ اور ان امام اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گر و اہلِ فساد تھیں، حاشا ہرگز نہیں، یا للعجب اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک

عہ اقول لا بل ھو نفس نص الھدایۃ کما سمعت۔ منہ غفرلہ (م)

میں کہتا ہوں نہیں بلکہ خود ہدایہ کی عبارت ہے جیسا کہ سُن چکے۔ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] الہدایۃ باب الامامۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۰۵

[2] عمدۃ القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۶/۱۵۶

لکڑی بانکا اور متقین و فجار کا فرق نہ کیا ۔ حاشا ثم حاشاہم ۔ تو ثابت ہُوا کہ منع عام ہے صرف فاسقات سے خاص نہیں اور ان کا خصوصاً ذکر فرما کر زنانِ مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ اُن پر بدرجۂ اولیٰ حرام ہے، نہ کہ فقط فتنے اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے یا وُہ بھی صرف مغنّیہ و دلالہ کو۔

(۸) اسی لیے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم یہ بیان فرمایا کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانہ کی کیا تخصیص! آگے فرمایا: خصوصاً زنانِ مصر۔ اور اس کی تعلیل کی کہ اُن کا خروج بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیہ کا ہے، ابھی امام عینی سے سُن چکے کہ عن الشافعی یباح لھن الخروج[1] (شافعی سے کہ ان کے لیے مسجدوں اور عیدین وغیرہ کے لیے نکلنا جائز تھا۔ ت) ولہذا کرمانی، پھر عسقلانی، پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شروح بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ اس حدیث میں فساد بعض زنان کے سبب سب عورتوں کی ممانعت پر دلیل ہے، نقل کرکے کہا:

قلت الذی یعوّل علیہ ماقلناہ ولم یحدث الفساد فی الکل[2]

میں نے کہا: معتمد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ فساد وخرابی سب عورتوں میں نہیں آئی ہے۔ (ت)

ان کے اس خیال کے دو شافی جواب ابھی گزرے اور تیسرا سب سے اعلیٰ باذنہٖ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ امام عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اس حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے تھے۔

(۹) عبارتِ غنیہ کہ آپ نے نقل کی اس سے اوپر کی سطر دیکھیے کہ اجازت اس وقت تھی جب اُنھیں مسجدوں میں جانا مباح تھا۔ اب مسجدوں کی ممانعت دیکھیے سب کو ہے یا زنانِ فتنہ گر کو۔ اُس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھیے:

یعضدہ المعنی الحادث باختلاف الزمان الذی بسببہ کرہ لھن حضور الجمع والجماعات الذی اشارت الیہ

اس کی تائید اختلافِ زمانہ سے پیدا ہونے والے معنی سے ہوتی ہے جس کے سبب عورتوں کے لیے جمعہ اور جماعتوں کی حاضری مکروہ ہوگئی، اس معنی کی جانب

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۶/۱۵۶
[2] " " " " " " " " ۶/۱۵۹

عائشة رضی اللہ تعالٰی عنہا بقولہا لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأی ما احدث النساء بعدہ لمنعھن کما منعت نساء بنی اسرائیل واذا قالت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ھذا عن نساء زمانھا فما ظنك بنساء زماننا۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یُوں اشارہ فرمایا : اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ باتیں دیکھتے جو عورتوں نے ان کے بعد پیدا کرلیں تو انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا یہ جب اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں فرمارہی ہیں تو ہمارے زمانے کی عورتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟ (ت)

دیکھئے اُسی منع مساجد سے سند لی جس کا حکم عام ہے تو لما فی خروجھن من الفساد (ان کے نکلنے میں خرابی ہے ۔ ت) سے فساد لبعض ہی مراد، اور اُسی سے منع کل مستفاد ، نہ کہ صرف فساد والیوں پر قصر ارشاد۔

(۱۰) غنیہ نے ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کی عبارت منقول کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ تھا ، یہ شعبی سے جو کچھ نقل فرمایا وُہ بھی ملاحظہ ہو :

سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر قال لا یسأل عن الجواز والفساد فی مثل ھذا وانما یسأل عن مقدار ما یلحقھا من اللعن فیھا واعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت فی لعنۃ اللہ وملٰئکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب واذا اتت القبور یلعنھا روح المیت واذا رجعت کانت فی لعنۃ اللہ۔[2]

یعنی امام قاضی سے استفتاء ہُوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں ؟ فرمایا : ایسی جگہ جواز و عدمِ جواز نہیں پوچھتے ، یہ پُوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے ، جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے ، جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں ، جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی رُوح اس پر لعنت کرتی ہے ، جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے (ت)

ملاحظہ ہو استفتاء کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا ، مطلق عورتوں کے قبروں کو جانے سے سوال تھا اُس کا یہ جواب ملا ، اب جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے ۔ غرض یہ تمام عبارات جن سے آپ نے

---

[1] و [2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۹۴

استدلال فرمایا، آپ کی نقیص مدعا میں نص ہیں۔

(۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کے صلاح وفساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے، اور قطعاً حکم سب کو عام ہوجاتا ہے اگرچہ کیسی ہی صالحہ پارسا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو وُہ بھی ہے اور سخت تر ہے جس کا فساق سے عورت پر اندیشہ ہو۔ یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی۔ حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ، تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اسی معنے پر عملی طور سے متنبہ کرکے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا، پہلے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المومنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اُس زمانۂ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جزمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارت بعض مزارات بھی منقول۔ صحیحین میں حضرت اُم عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

نھینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا[1] ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا مگر قطعی ممانعت نہ تھی۔

اسی پر غنیہ کی اُس عبارت میں فرمایا کہ یہ اُس وقت تھا جب حاضری مسجد انھیں جائز تھی اب حرام اور قطعی ممنوع ہے[2]۔ غرض اس وجہ سے امیر المومنین نے اُن کی شرط قبول فرمالی، پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ مسجد نہ جائیں۔ یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی۔ امیر المومنین بہ پابندی شرط منع نہ فرماتے۔ امیر المومنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح ہُوا، منع فرماتے وُہ نہ مانتیں۔ ایک روز انھوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں اُن کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھُپ رہے، جب یہ آئیں اُس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انھوں نے نکل کر پیچھے سے اُن کے سرِ مبارک پر ہاتھ مارا اور چھُپ رہے۔ حضرت عاتکہ نے کہا: انا للہ فسد الناس[3] ہم اللہ کے لئے ہیں، لوگوں میں فساد آگیا۔ یہ فرماکر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اُس پر خوف کا کیا علاج! اب یہ سب کو ایک پھانسی پر لٹکانا ہُوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا! ہمارے ائمہ

---

[1] صحیح البخاری باب اتباع النساء الجنازۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۰

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۹۵

[3] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۶۹۵ عاتکہ بنت زید الخ دار صادر بیروت ۴/۳۵۷

نے دونوں علتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشادِ ہدایہ لما فیہ من خوف الفتنۃ[1] (اس لیے کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ ت) دونوں کو شامل ہے، عورت سے خوف ہو یا عورت پر خوف ہو۔ اور آگے علت دوم کی تصریح فرمائی کہ،

لاباس للعجوز ان تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء هذا عند ابی حنیفة و قالا یخرجن فی الصلوات کلها لانه لا فتنة لقلة الرغبة وله ان فرط الشبق حامل فتقع الفتنة غیر ان الفساق انتشارهم فی الظهر والعصر والجمعة[2]

بوڑھی عورت کے لیے فجر، مغرب اور عشا کے لیے نکلنے میں حرج نہیں۔ اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ یہ تمام نمازوں میں جائے کیونکہ اس کی جانب رغبت کم ہونے کی وجہ سے کوئی فتنہ نہیں۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ فاسقوں میں شہوت کی زیادتی انھیں بوڑھی عورت پر بھی برانگیختہ کرے گی اس طرح فتنہ واقع ہوگا۔ مگر یہ ہے کہ فاسقوں کا اِدھر اُدھر چلنا پھرنا ظہر، عصر اور جمعہ کے وقت ہوتا ہے (اس لیے فجر، مغرب اور عشا میں اُسے جانے کی اجازت دی گئی)۔ (ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا:

بالنظر الی التعلیل المذکور منعت غیر المزنیة ایضا لغلبة الفساق و لیلا وان کان النص یبیحه لان الفساق فی زماننا اکثر انتشارهم وتعرضهم باللیل وعمم المتاخرون المنع للعجائز والشواب فی الصلوات کلها لغلبة الفساد فی سائر الاوقات[3]

دلیل مذکور کے پیشِ نظر ایسی عورت کے لیے بھی ممانعت ہوئی جو خود بدکار نہیں، کیونکہ بدمعاشوں کا غلبہ ہے اور رات کو بھی ممانعت ہوئی اگرچہ امام اعظم کے نص سے اس کی اباحت ثابت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں فاسقوں کا گھومنا پھرنا اور چھیڑ چھاڑ کرنا زیادہ تر رات ہی کو ہوتا ہے۔ اور متاخرین نے بوڑھی، جوان سب عورتوں کے لیے تمام نمازوں میں عام ممانعت کر دی اس لیے کہ سبھی اوقات میں فساد و خرابی کا غلبہ ہے۔ (ت)

اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو۔ خود اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھیے،

فیه (ای فی الحدیث) انه ینبغی (ای للزوج)

اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ جس کام میں عورت کے لیے

---

[1] و [2] الہدایۃ باب الامامۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۰۵

[3] فتح القدیر " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۱۷

ان یاذن لها ولا یمنعها مما فیه منفعتها وذلك اذا لم یخف الفتنة علیها ولا بها وقد کان هو الاغلب فی ذلك الزمان بخلاف زماننا هذا فان الفساد فیه فاش والمفسدون کثیرون وحدیث عائشة رضی الله تعالٰی عنها الذی یاتی یدل علٰی هذا[1]

منفعت ہے اس کے لیے چاہیے کہ شوہر اسے نکلنے کی اجازت دے دے اور منع نہ کرے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب عورت پر اور عورت کے سبب فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور اُس زمانے میں اکثری حالت اطمینان و بے خوفی ہی کی تھی۔ مگر اب ہمارے زمانے میں تو فساد اور برائی عام ہے اور مفسد بہت ہیں۔ ہم نے حالتِ امن کی جو قید ذکر کی اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث ہے۔ (ت)

اُسی کی جلد چہارم کی عبارت کا مطلب واضح کردیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا خصوصاً زنانِ مصر اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی اولویت تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوعِ فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیوں کا ہے ابھی امام عینی سے سُن چکے کہ عن الشافعی یباح لهن الخروج[2] (امام شافعی سے روایت ہے کہ ان کا نکلنا جائز تھا۔ ت) ولہذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔ شروح بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ فساد بعض زناں کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے، نقل کرکے کہا،

قلت الذی یعول علیه ما قلناه ولم یحدث الفساد فی الکل[3]

میں نے کہا: معتمد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور فساد و خرابی سب میں نہیں آئی ہے۔ (ت)

جلد چہارم میں ابوعمر ابن عبدالبر سے دیکھئے،

اما الشواب فلا تؤمن من الفتنة علیهن وبهن حیث خرجن، ولا شیئ للمرأة احسن من لزوم قعر بیتها[4]

لیکن جوان عورتیں تو وہ جہاں بھی نکلیں ان کے سبب اور ان کے اوپر فتنہ سے بے خوفی نہیں۔ اور عورت کے لیے اپنے گھر کے اندر رہنا سب سے اچھا ہے (ت)

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری باب خروج النساء الی المساجد ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۶/ ۱۵۷
[2] " " " " " "
[3] " " " " " " " "
[4] " " " " " ۱/ ۱۵۹
[5] " باب زیارۃ القبور " ۸/ ۶۹

الحمدللہ اب توضوحِ حق میں کچھ کمی نہ رہی۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماء نے خروجِ زن کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مروج النجا لخروج النساء[14] میں ہے۔ اور صاف فرمادیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دے گا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ درمختار میں ہے:

لاتخرج الا لحق لہا او علیہا اولزیارۃ ابویہا کل جمعۃ مرۃ او المحارم کل سنۃ ولکونہا قابلۃ او غاسلۃ لافیما عدا ذلک وان اذن کان عاصیین[1]۔

عورت نہ نکلے مگر اپنے حق کے لیے یا اپنے اوپر کسی حق کے سبب، یا ہر ہفتہ میں ایک بار والدین کی ملاقات کے لیے، یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیے، یا اس وجہ سے کہ وہ دایہ یا میت کو نہلانے والی ہے۔ ان کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے۔ اگر شوہر نے اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوں گے (ت)

نوازل امام فقیہ ابواللیث و فتاوٰی خلاصہ و فتح القدیر وغیرہا میں ہے:

یجوز للخروج ان یاذن لہا بالخروج الی سبعۃ مواضع اذا استاذنتہ زیارۃ الابوین وعیادتہما وتعزیتہما او احدہما و زیارۃ المحارم فان کانت قابلۃ او غاسلۃ اوکان لہا علی اٰخر حق اوکان لاخر علیہا حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن والحج علی ھذا وفیما عدا ذلک من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ لایاذن لہا لو اذن وخرجت کانا عاصیین[2]۔

شوہر عورت کو سات مقامات میں نکلنے کی اجازت دے سکتا ہے: (۱) ماں باپ دونوں یا کسی ایک کی ملاقات (۲) ان کی عیادت (۳) ان کی تعزیت (۴) محارم کی ملاقات (۵) اور اگر دایہ ہو (۶) یا مُردہ کو نہلانے والی ہو (۷) یا اس کا کسی دوسرے پر حق ہو یا دوسرے کا اس کے اُوپر حق ہو تو اجازت سے اور بلا اجازت دونوں طرح جاسکتی ہے۔ حج بھی اسی حکم میں ہے۔ ان کے علاوہ صورتیں جیسے اجنبیوں کی ملاقات، عیادت اور ولیمہ ان کے لیے شوہر اجازت نہ دے اور اگر اجازت دی اور عورت گئی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ (ت)

ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارتِ قبور کا بھی استثناء کیا، کیا یہ استثناء کسی معتمد کتاب میں مل سکتا ہے۔

(۱۳) اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (میں کہتا ہوں۔ اور توفیق

---

[1] درمختار کتاب النکاح باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۰۲

[2] خلاصۃ الفتاوٰی الجنس الخامس فی خروج المرأۃ من البیت مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۵۳

خدا ہی سے ہے، اور اسی کی مدد سے تحقیق تک رسائی ہے۔ ت) ان تمام مباحث جلیلہ سے بحمد اللہ تعالٰی ایک جلیل و دقیق توفیق انیق ظاہر ہوئی۔ عام مجوزین نفسِ زیارتِ قبر لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی۔ زیارتِ قبور کے لیے خروجِ نسا نہیں کہتے عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین زیارتِ قبر کے لیے عورتوں کے جانے کو منع فرماتے ہیں، ولہذا خروج الی المسجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں، اور ان کے خروج میں خوفِ فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں۔ تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کیے اسی طرف جاتے ہیں، تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفرِ جائز کو گئی راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع و فزع و تجدیدِ حزن و بکا و نوحہ و افراط و تفریطِ ادب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔ کشف بزدوی میں جن روایات سے صحتِ رخصت پر استناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے۔

حیث قال والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فقد روی ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا کانت تزور قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی کل وقت وانہا لما خرجت حاجۃ زارت قبر اخیہا عبد الرحمٰن[1]

وہ فرماتے ہیں اصح یہ ہے کہ رخصت مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے اس لیے کہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ہر وقت قبر رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت کرتی تھیں اور جب حج کو جاتیں تو راہ میں واقع اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی قبر کی زیارت کرتیں۔ (ت)

بحر الرائق و علمگیری و جامع الرموز و مختار الفتاوٰی و کشف الغطاء و سراجیہ و درمختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا۔ ہمارے خلاف نہیں، ہاں مائۃ مسائل پر رد ہیں جس میں مطلق کہا تھا:

زنان را زیارتِ قبور بقولِ اصح مکروہ تحریمی ست[2]۔ عورتوں کے لیے زیارتِ قبور بقولِ اصح مکروہ تحریمی ہے۔ (ت)

لاجرم وہی درمختار جس میں تھا، لاباس بزیارۃ القبور للنساء[3] (عورتوں کے لیے زیارتِ قبور میں کوئی حرج نہیں۔ ت) اُسی میں ہے، ویکرہ خروجہن تحریما[4] (عورتوں کا نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ ت)

---

[1] کشف الاسرار عن اصول البزدوی بیان جواز زیارۃ القبور للنساء دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۸۶
[2] مائۃ مسائل
[3] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۴
[4] ایضاً

وہی بحرالرائق جس میں تھا، الاصح ان الرخصة ثابتة لهما[1] (اصح یہ ہے کہ رخصت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے۔ ت) اُسی میں ہے:

لاینبغی للنساء ان یخرجن فی الجنازة لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نهاهن عن ذلك وقال انصرفن مازورات غیر ماجورات[2]

عورتوں کو جنازے میں نہ جانا چاہئے اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لیے اس سے ممانعت کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر جائیں تو ثواب سے خالی گناہ سے بھاری ہو کر پلٹیں گی (ت)

اتباع جنازہ کہ فرض کفایہ ہے جب اُس کے لیے اُن کا خروج ناجائز ہوا تو زیارتِ قبور کہ صرف مستحب ہے اُس کے لیے کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ پھر نفسِ زیارتِ قبر جس کے لیے عورت کا خروج نہ ہو اُس کا جواز بھی عند التحقیق فی نفسہٖ ہے کہ جن شروط مذکورہ سے مشروط اُن کا اجتماع نظر بعادت زنان نادر ہے اور نادر پر حکم نہیں ہوتا۔ تو سبیل اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔ ردالمحتار و منحۃ الخالق میں ہے:

ان کان ذلك لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ماجرت بہ عادتهن فلایجوز وعلیہ حمل حدیث لعن اللہ زائرات القبور وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرك بزیارۃ قبور الصالحین فلاباس اذاکن عجائز ویکرہ اذاکن شواب کحضور الجماعة فی المسجد اھ زاد فی ردالمحتار وهو توفیق حسن[3] اھ وکتبت علیہ **اقول** قد علم ان الفتوی علی المنع مطلقا ولو عجائز ولولیلا فکذلك فی زیارۃ القبور بل اولی۔

اگر یہ زیارت غم تازہ کرنے اور رونے چلّانے کے لیے ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے اور اسی پر یہ حدیث محمول ہے: "خدا کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں"۔ اور اگر عبرت حاصل کرنے، روئے بغیر رحم کھانے اور قبورِ صالحین سے برکت لینے کے لیے ہو تو جماعتِ مسجد کی حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے مکروہ ہے اھ ــــ ردالمحتار میں مزید اتنا اور ہے کہ "یہ عمدہ تطبیق ہے اھ"۔ اس پر میں نے (امام احمد رضا نے) یہ حاشیہ لکھا ہے، **اقول** معلوم ہے کہ فتوٰی اس پر ہے کہ جماعتوں کی حاضری عورتوں کے لیے مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ بوڑھی عورت ہو اور اگرچہ رات کو نکلے۔ تو یہی حکم زیارتِ قبور میں بھی ہوگا بلکہ یہاں بدرجۂ اولٰی ہوگا۔ (ت)

---

[1] بحرالرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۹۰

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۲/۱۹۲

[3] ردالمحتار مطلب فی زیارۃ القبور ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۶۰۴

(۱۴) آپ نے ایک صورت شیخ فانی مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے، اس میں کیا حرج ہے، جبکہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو، نہ اُسے یہاں سے علاقہ۔

(۱۵) مگروہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا، صحیح نہیں۔ ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں ہوسکتی۔ ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔ امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں:

قد اجمع اھل الکشف علٰی اشتراط الذکورۃ فی کل داع الی اللہ ولم یبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربیۃ المریدین ابدا لنقص للنساء فی الدرجۃ وان ورد الکمال فی بعضھن کمریم بنت عمران واٰسیۃ امرأۃ فرعون فذلک کمال بالنسبۃ للتقوی والدین لابالنسبۃ للحکم بین الناس وتسلیکھم فی مقامات الولایۃ وغایۃ امرالمرأۃ ان تکون عابدۃ زاھدۃ کرابعۃ العدویۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا۔[1] واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اہلِ باطن کا اس پر اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کیلئے مرد ہونا شرط ہے۔ اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلف صالحین کی مستورات میں سے کوئی خاتون تربیتِ مریدین کے لیے کبھی صدر نشین ہوئی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ عورتیں مرتبہ میں ناقص ہیں۔ اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ زوجۂ فرعون کے بارے میں جو کامل ہونے کا ذکر آیا ہے تو یہ کمال تقوٰی اور دینداری کے لحاظ سے ہے لوگوں کے درمیان حاکم ہونے اور انھیں ولایت کے مقامات طے کرانے کے لحاظ سے نہیں ۔۔ عورت کی غایتِ شان یہ ہے کہ عابدہ، زاہدہ ہو، جیسے رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)

مسئلہ ۱۸۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ بہیئتِ مروجہ کہ کھانا سامنے رکھ کر درود و قرآن پڑھ کر ثواب اس کا بنام میّت کرتے ہیں اور وہ کھانا محتاج کو دے دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ کھانا محتاج کو دینے سے پہلے ثواب میّت کو نہیں پہنچا سکتے، لہذا پہلے کھانا دے اس کے بعد ثواب پہنچائے، اور کہتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر ناجائز و ناروا ہے۔ آیا قول اس کا صحیح ہے یا

---

[1] المیزان الکبرٰی کتاب الاقضیۃ مصطفی البابی مصر ۲/۱۸۹

غلط ؟ بینوا توجروا (بیان کرو اور اجر پاؤ ۔ ت)

الجواب

فاتحہ بہیئتِ مروجہ جس طرح سوال میں مذکور، بلاریب جائز و مستحسن ہے ۔ اہلسنت کے نزدیک اموات کو ثواب پہنچانا ثابت ہے ، اور اس بارے میں حدیثیں صحیح اور روایتیں فقہی معتبر بہ کثرت وارد ۔ باقی رہا طعام اور قراءت کا جمع ، خود اُن کے امام الطائفہ معلّمِ ثانی اسمٰعیل دہلوی نے صراطِ مستقیم میں اس اجتماع کو بہتر کہا ۔ کما حیث قال :

ہرگاہ ایصال نفع بمیّت منظور دارد موقوف بر اطعام نہ گزارد ۔ اگر میسر باشد بہتر ست و الا صرف ثواب سورۂ فاتحہ واخلاص بہترین ثوابہا ست۔[1]

جب میّت کو نفع پہنچانا منظور ہو کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ رکھے ، اگر میسر ہو تو بہتر ورنہ صرف سورۂ فاتحہ واخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔ (ت)

اور قبل اس کے کہ صدقہ محتاج کے ہاتھ میں پہنچے ثواب اس کا میّت کو پہنچانا جائز ، اور حدیث سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں مروی ثابت :

انہ قال یارسول اللہ ان اُم سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء قال فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد۔[2]

یعنی انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ! میری ماں نے انتقال کیا تو کون سا صدقہ افضل ہے ؟ فرمایا ، پانی ۔ انھوں نے کنواں کھود کر کہا : یہ مادرِ سعد کے لیے ہے ۔ (ت)

اس سے صاف متبادر یہ کہ کنواں تیار ہوجانے پر یہ الفاظ کہے اور ایک دو دن یا دس بیس برس بھی سہی تو صرف اس قدر پانی کا ثواب پہنچانا منظور تھا جو اس وقت آدمیوں جانوروں کے صَرف میں آیا ، حاشا بلکہ جب تک کنواں باقی رہے بحکم ھذہ لام سعد سب کا ثواب مادرِ سعد کو پہنچے گا ، اور سب کا ایصال منظور تھا تو قبل تصرف ایصالِ ثواب ہر طرح حاصل ، اور خود احادیثِ مرفوعہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ثوابِ عمل قبل عملِ ایصال فرمایا ۔ اور فقیر نے انھیں حدیثوں سے کھانا سامنے رکھنے کی اصل استنباط کی جس کی تفصیل ہمارے فتاوٰی میں ہے ۔

---

[1] صراطِ مستقیم ہدایت ثالثہ در ذکر بدعاتیکہ الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۶۴

[2] سُنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب فی فضل سقی الماء آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۳۶

سنن النسائی کتاب الوصایا فضل الصدقۃ عن المیت نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۱۳۲

رواہ البیھقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سھل بن سعد وھو والعسکری فی الامثال عن النواس بن سمعان والدیلمی عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنھم وزاد ان اللہ عزوجل لیعطی العبد علٰی نیتہ مالا یعطیہ علی عملہ وذلک ان النیۃ لاریاء فیھا والعمل یخالطہ الریاء ھذا حدیث الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(اسے بیہقی نے حضرت انس سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد سے اور طبرانی وعسکری نے امثال میں نواس بن سمعان سے اور دیلمی نے حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا، اس میں اتنا اور ہے۔ ت) بیشک اللہ عزوجل بندہ کو اس کی نیت پر وہ ثواب دیتا ہے جو اس کے عمل پر نہیں دیتا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ نیت میں ریاء نہیں ہوتی اور عمل کے ساتھ ریا کی آمیزش ہوجاتی ہے۔ یہ حضرت اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث ہے جو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی۔ (ت)

زید کہ اسے ناجائز کہتا ہے حدیث کی مخالفت کرتا ہے۔ طرفہ تریہ کہ خود امام الطائفہ میاں اسمٰعیل دہلوی اپنی تقریر ذبیحہ میں اس تقریر وہابیہ کو ذبح کر گئے۔ لکھتے ہیں،

اگر شخصے بزے راخانہ پرورکند تاگوشت او خوب شود اورا ذبح کردہ وپختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست[1]۔

اگر کوئی شخص کوئی بکری گھر پالے تاکہ اس کا گوشت عمدہ ہو پھر اس کو ذبح کرکے اور پکا کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ پڑھ کر کھلائے تو کوئی خلل نہیں ہے۔ (ت)

ان حضرت سے پوچھا ہوتا کہ یہ "فاتحہ خواندہ بخوراند" (فاتحہ پڑھ کر کھلائے۔ ت) کیسی، "خوراندہ فاتحہ بخواندہ" (کھلاکر فاتحہ پڑھے۔ ت) کہا ہوتا۔

اقول بات یہ ہے کہ فاتحہ ایصالِ ثواب کا نام ہے، اور مومن کو عمل نیک کا ایک ثواب اس کی نیت کرتے ہی حاصل، اور عمل کیے پر دس ہوجاتا ہے، جیساکہ صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوا۔ بلکہ متعدد حدیثوں میں فرمایا گیا کہ، نیۃ المومن خیر من عملہ[3] مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ فاتحہ میں دو عمل نیک ہوتے ہیں، قرأت

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۶۸۴۲ دارالکتاب العلمیۃ بیروت ۴/۲۸۶

[2] زبدۃ النصائح

[3] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۶۸۴۲ دارالکتاب العلمیۃ بیروت ۴/۲۸۶

قرآن و اطعامِ طعام ۔ طریقہ مروجہ میں ثواب پہنچانے کی دُعا اس وقت کرتے ہیں جب کہ کھانا دینے کی نیت کرلی ، اور کُچھ قرآن عظیم پڑھ لیا تو کم سے کم گیارہ ثواب تو اس وقت مل سکے ، دس ثواب قرات کے اور ایک نیتِ اطعام کا۔ کیا انھیں میّت کو نہیں پہنچا سکتے ؟ رہا کھانا دینے کا ثواب ، وُہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وُہ شَے موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے ، حالانکہ اس کا طریقہ صرف جنابِ باری میں دُعا کرنا ہے کہ وُہ ثواب میّت کو پہنچائے ۔ خود امام الطائفہ صراطِ مستقیم میں لکھتا ہے :

"طریق رسانیدن آں دُعا بجنابِ الٰہی ست"[1] (اس کے پہنچانے کا طریقہ جنابِ الٰہی میں دعا ہے ۔ ت)

کیا دُعا کرنے کے لیے بھی اُس شَے کا موجود فی الحال ہونا ضروری ہے ، مگر ہے یہ کہ جہالت سب کچھ کراتی ہے ، اور وقتِ فاتحہ کھانے کا قاری کے پیشِ نظر ہونا اگرچہ بیکار بات ہے مگر اُس کے سبب سے وصولِ ثواب یا جوازِ فاتحہ میں کچھ خلل نہیں ، جو اسے ناجائز و ناروا کہے ثبوت اس کا دلیلِ شرعی سے دے ورنہ اپنی طرف سے بحکمِ خدا و رسول کسی چیز کو ناروا کہہ دینا خدا و رسول پر افترا ء کرنا ہے ۔ ہاں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا ، تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے ۔ لیکن نفسِ فاتحہ میں اس اعتقاد سے بھی کچھ حرف نہیں آتا ۔ ومن ادعی فعلیہ البیان (اور جو دعوٰی کرے بیان اس کے ذمّہ ۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم ۔

---

[1] صراطِ مستقیم ہدایت ثانیہ در ذکر بدعاتیکہ الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۵۵